رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

شرح چندہ
سالانہ .... لے
ششماہی .... ؎
سہ ماہی .... عاں

قیمت پرانا پرچہ ۴ر

فخرِ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی۔ اے، ایل ایل بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱۸

شرح چندہ
سالانہ .... لے
ششماہی .... ؎
سہ ماہی .... عاں

قیمت فی پرچہ ۲ر

جلد ۵ | ۸ر آذر ۱۳۵۵ف | ۶ر ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ | ۱۳ر اکتوبر ۱۹۴۵ء شنبہ | نمبر ۲۶

قیمتوں پر کنٹرول برقرار رکھنے کی ضرورت

از

پروفیسر اے۔ این۔ اگروالا

جنگ ختم ہو چکی مگر قیمتوں کی سطح ابھی جیسی تھی۔ ہر شخص یہ جاننا چاہتا ہے کہ قیمتیں کب سے تخفیف پذیر ہوں گی اور ان کی سطح کس حد تک کم ہوگی۔ ہم سب بڑھی ہوئی قیمتیں ادا کرتے کرتے تنگ آگئے ہیں اور قبل جنگ حالات کے عود کرنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ چنانچہ آئندہ قیمتوں کی رفتار کا مسئلہ جس کو ہمارے معیار زندگی سے گہرا تعلق ہے اس وقت ہمارے لئے بہت اہم بنا ہوا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ جلد یا بدیر قیمتوں کی رفتار انحطاط کی جانب مائل ہو جائے گی۔ قیمتوں کا موجودہ سطح پر برقرار رہنا یا ان میں مزید اضافہ اب ناممکن ہے کیونکہ قیمتوں کے خلاف زبردست معاشی عناصر کام کر رہے ہیں۔ اول یہ کہ اختتام جنگ کی وجہ سے بیرونی حکومتیں ہندوستان میں اشیاء کی خریداری بالکل موقوف نہیں تو کم ضرور کر دیں گی۔ اس سے قیمتوں کی حد تک سہولت حاصل ہو جائے گی۔ ثانیاً یہ کہ خود حکومت کے اندر ضروریات جنگ باقی نہ رہنے کی وجہ سے اشیاء کی خریداری کی جنبش گھٹ جائے گی۔ اس کے علاوہ سپاہیوں کو علحدہ کیا جا رہا ہے جس سے اشیاء کی مانگ اس قدر باقی نہ رہے گی جو دوران جنگ میں تھی۔ اس کے لئے تقریباً پچاس لاکھ اشخاص بیروزگار ہو جائیں گے۔ اس سلسلہ میں یہ امر بھی قرین قیاس ہے کہ علحدہ شدہ سپاہیوں کو سب سے پہلے جذب کرنے کے لئے حکومت کیا پالیسی اختیار کرتی ہے۔ ثانیاً یہ کہ درآمدات کی مقدار بڑھ جائے گی۔ یہ امر یقینی ہے کہ مشنری کی درآمد ہوگی جس کی اس وقت ہندوستان کو سخت ضرورت ہے اور جیسا کہ مسٹر جی۔ ڈی۔ برلا نے بھی حال میں اعلان کیا ہے حکومت ہند مشنری کے حصول میں امداد نہیں دے رہی ہے بلکہ مشنری کی خریدی میں موانعات پیدا کر رہی ہے تاہم اشیائے صرف کی درآمد ہندوستان تک بڑھ جائے گی۔ درآمد کا سلسلہ شروع بھی ہو چکا ہے۔ برطانیہ سے ہر قسم کی اشیاء درآمد ہوں گی۔ اگر برطانیہ اپنی بیرونی تجارت کو ۱۰۰ فی صدی تک بڑھانا چاہے تو اس کو ہندوستان سے بہتر مارکٹ نہیں مل سکتا۔ اور ہندوستان اپنی آزادی اور دستوری مجبوریوں کی وجہ سے ان درآمد شدہ اشیاء کو خریدنے پر مجبور ہو گیا۔ امریکہ بھی ہندوستان کے مارکٹ پر نظر ڈال رہا ہے۔ اس کی قوت مسابقت سے کون انکار کر سکتا ہے۔ درآمدات کے اضافے سے قیمتوں میں تخفیف ہوگی۔ اس کے علاوہ ان اشخاص کی تعداد میں کمی سے جو رہا

جنگ میں مصروف تھے قیمتیں گر جائیں گی۔ اشخاص کی آمدنی کی کمی طلب کی کمی کا باعث ہوگی جس سے قیمتوں پر اثر پڑے گا۔ مگر قیمتیں کس مقدار میں گھٹ جائیں گی یہ وضاحت طلب ہے۔ اس سے بھی قیمتیں تخفیف کی جانب مائل ہو جائیں گی۔ ان امور کے پیش نظر یہ کہنے کی وجوہ موجود ہیں کہ قیمتوں کی موجودہ سطح زیادہ عرصہ تک باقی نہ رہے گی مگر یہ کہنا دشوار ہے کہ قیمتیں کب تک گھٹیں گی۔

اس امر کو تسلیم کرنے کے بعد کہ عنقریب میں قیمتیں گھٹ جائیں گی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا قیمتیں ماقبل جنگ سطح تک پہونچ جائیں گی۔ یہ ایسا سوال ہے جس پر بہت کچھ قیاس آرائی ہو سکتی ہے۔ لیکن چند ایسے وجوہ موجود ہیں کہ ماقبل جنگ سطح تک قیمتیں نہیں پہونچ سکیں گی۔ یہ ہمارا تجربہ رہا ہے کہ جب ایک بار قیمتوں کی سطح بلند ہو جاتی ہے تو قدیم سطح پر قیمتیں مشکل سے واپس آتی ہیں۔ ہر جنگ کے بعد قیمتوں کی سطح بلند ہوتی گئی۔ اس سے قطع نظر اشیاء کی قیمتوں کو اجرتوں سے بھی بڑا تعلق ہے۔ ہم یہ توقع نہیں کر سکتے کہ ماقبل جنگ اجرتوں کا معیار پھر عود کر آئے گا۔ جب مصارف زندگی میں اضافہ ہو جاتا ہے تو اجرتوں میں اضافہ ہوتا ہے لیکن قیمتیں گرنے پر بھی اجرتوں کا معیار برقرار رہتا ہے۔ اجرتوں میں اگر کمی ہوتی بھی ہے تو آہستہ۔ ہندوستان میں بھی دائم گیر جنگ کے زمانے میں مزدوروں کو جو بونس دیا گیا تھا وہ آج تک جاری ہے۔ اور یہ بونس اجرتوں کا جزو بن گیا ہے۔ اس جنگ کے دوران میں بھی جو بونس دیا گیا یا اجرتوں میں اضافہ ہوا وہ اسی طرح برقرار رہے گا۔ جب تک یہ حالات موجود رہیں قیمتیں ماقبل جنگ کی سطح تک نہیں آسکتیں۔

اس کے علاوہ اچانک کساد بازاری شروع

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۳)

مملکت
ہفتہ وار

| جلد ۵ | ۸ آذر ۵۵ ف | نمبر ۲۶ |

نواب صدر اعظم بہادر سے اپیل

سرمایہ دار طبقہ کے بعض افراد شہر اور اضلاع میں یہ پروپگنڈہ کرتے پھر رہے ہیں کہ نواب صدر اعظم بہادر نے شاد منزل کے کسی جلسہ میں فرمایا تھا کہ وہ ملک کی عام تجارت کو جلد سے جلد نارمل (عام) حالت پر لانے کی کوشش فرمائیں گے۔ اس بیان سے یہ نتیجہ نکالا جارہا ہے کہ نواب صدر اعظم بہادر زمانۂ جنگ کے قیود اور بندشوں کو بہت جلد دور کرنے کی کوشش فرمائیں گے۔ سرمایہ دار طبقہ یہ باور کر رہا ہے کہ استحصال ناجائز کے راستے پھر کھل جائیں گے۔

ہماری نظر سے کسی اخبار یا کسی سرکاری بیان میں نواب صدر اعظم بہادر کا وہ جملہ نہیں گزرا جو نواب صاحب سے منسوب کیا جارہا ہے۔ اور نہ ہم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ نواب صدر اعظم بہادر نے ایسا فرمایا نہیں فرمایا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ سرمایہ دار اور ان کے وہ نمائندے جو تجارتی حلقوں میں اس کا دعویٰ کرتے پھر رہے ہیں کہ وہ حکومتی حلقوں سے جو کام چاہیں لے سکتے ہیں، اپنے اغراض کی پیش رفت میں ایسا جملہ نواب صدر اعظم بہادر سے منسوب کر رہے ہوں۔ یہ دونوں صورتیں ممکن ہیں۔ غرض جو بھی صورت حال ہو ہم آج نواب صدر اعظم بہادر کی خدمت میں چند گزارشات ہمدردانہ غور و فکر کے لئے پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ مسئلہ خواہ اغذیہ سے متعلق ہو یا پارچہ سے یا دیگر اشیائے مایحتاج سے یہ تینوں مسائل ایسے ہیں جنہیں حیدرآباد دیگر اقطاع ہند سے بے نیاز ہو کر حل نہیں کر سکتا۔ ایک کل ہند پالیسی کی روشنی میں ہم ان مسائل کو ٹھیک طور پر حل کر سکتے ہیں۔ چند ہفتے قبل رکن اغذیہ حکومت ہند نے مرکزی مجلس مشاورت اغذیہ کے جلسہ میں فرمایا تھا کہ:۔

"مستقبل قریب میں جو حالات پیدا ہونے والے ہیں ان کے مدنظر مرکزی حکومت، صوبوں اور ریاستوں کے تعاون سے ایک متفقہ لائحہ عمل مرتب کئے بغیر کنٹرول کو برخاست کرنا انتشار اور ابتری کو دعوت دینا ہے۔ میرے خیال میں اغذیہ کے بنیادی لائحہ عمل اور متعلقہ نگرانیوں کو بغیر کسی اہم تبدیلی کے ۱۹۴۶ء کے اختتام تک جاری رکھنا پڑے گا۔ اس دنیا کی غذائی صورت حال ۱۹۴۵ء سے بہتر نہ ہوگی۔......

...... نگرانیوں کو برخاست کرنے سے متعلق ایک منظم اور مربوط پالیسی مرتب کرنی ہوگی اور اس امر کو ہر وقت پیش نظر رکھنا ہوگا کہ کہیں وہ انتشار انگیز حالات اور وہ ابتری پھر نہ پیدا ہو جائے جو ۱۹۴۳ء میں پیدا ہوئی تھی۔ اس لئے میں ایک کمیٹی تشکیل دینا چاہتا ہوں جو صوبوں، ریاستوں، کاشتکاروں، صارفین اور تاجروں کے نمائندوں پر مشتمل ہوگی۔ یہ کمیٹی کنٹرول کے مسئلہ پر غور کرے گی تاکہ حکومت مابعد جنگ دور کی پالیسی مدون کر سکے۔"

چنانچہ ایک کل ہند پالیسی مختتمہ اور جامع صورت میں سامنے اب تک نہیں آئی اور نہ آسکتی ہے کیونکہ دو سال کے اندر موجودہ پالیسی میں کسی تبدیلی کا امکان نظر نہیں آتا اور سال دو سال کے عرصہ میں بہت ممکن ہے کہ ہندوستان کا سیاسی نقشہ بدل جائے، نئے اشخاص برسر اقتدار آجائیں اور نئے لائحہ عمل زیر غور ہوں۔ اس لئے یہ کہنا مشکل ہے کہ دو سال کے بعد ہندوستان کا معاشی نقشہ کیا ہوگا۔ ان حالات میں تاجروں سے ایسا وعدہ مناسب نہ ہوگا جس کی تکمیل آئندہ نہ ہو سکے۔

دوسری بات یہ ہے کہ تجارت کو نارمل حالات پر عود کرنے کی اجازت دینا اسی صورت مناسب ہو سکتا ہے جبکہ نارمل زمانہ کے تجارتی حالات منصفانہ ہوں۔ دوسرے الفاظ میں وہ ایسے حالات ہوں جن میں اصلاح و درستی کی کوئی گنجائش نہ ہو۔ جنگ سے پہلے ممالک محروسہ کے جو تجارتی حالات تھے کیا وہ منصفانہ اور درست تھے؟ نواب صدر اعظم بہادر زمانہ شناس اور فہیم مدبر ہیں۔ آپ سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ زرعی پیداوار کی قیمت کاشتکار کو کبھی بھی پوری نہیں ملی۔ دوسری طرف صارفین پر جو بار عائد کیا گیا وہ صارفین کی قوت خرید سے بہت اونچا تھا۔ درمیانی نفع اندوز ایک طرف کاشتکاروں اور دوسری طرف صارفین کو لوٹ رہے تھے۔ کیا ان حالات کو دوبارہ عود کرنے کی اجازت دینا ملک کے لئے مفید ہوگا۔ ہمیں یقین ہے کہ نواب صدر اعظم بہادر کا ہرگز یہ منشا نہیں ہو سکتا۔ ہم نواب صاحب کی قیادت میں حکومت سے متوقع ہیں کہ وہ اس امر کی کوشش کرے گی کہ موجودہ قیود اور بندشوں کو اس وقت تک جاری رکھا جائے جب تک کہ کاشتکاروں کی انجمنیں زرعی پیداوار کی نکاسی کی صلاحیت پیدا نہ کریں اور صارفین کی انجمنیں اس پیداوار کی تقسیم کی ذمہ داری قبول نہ کریں۔ اگر ملک کی دو فی صد آبادی کے خود غرضانہ شور و پکار سے متاثر ہو کر حکومت سرکار عالی اپنے اس اہم فریضہ سے چشم پوشی کرے تو غریب اور متوسط طبقوں کے حق میں یہ ایک بڑی ناانصافی ہوگی۔

تیسری بات جس کا تذکرہ ہم ضروری سمجھتے ہیں یہ ہے کہ حکومت سرکار عالی نے کاشتکاروں کی فلاح و بہبود کے لئے قانون مصالحت قرضہ، قانون انسداد سودخواری، قانون انتقال اراضی اور قانون حقوق قبضہ داران منظور تو کیا لیکن ان قوانین کو جیسا کہ چاہئے تھا نافذ نہیں کیا گیا۔ ان کی عمل آوری کی رفتار اس قدر سست رہی کہ ان کا وجود و عدم یکساں معلوم ہوتا ہے۔ پٹیل اور پٹواری آج بھی موضع کے حاکم بنے ہوئے ہیں۔ ان کی جائدادیں موروثی اور ناقابل تبادلہ ہیں۔ ان حالات نے پٹیل اور پٹواریوں کو اپنے مواضعات کا ڈکٹیٹر بنا دیا ہے۔ وہ ایک جانب رعایا کو اور دوسری جانب حکومت کو من مانے لوٹتے ہیں۔ یہ حالات اب اس قدر ناگفتہ بہ ہوگئے ہیں کہ ان کی فوری اصلاح وقت کی اولین ضرورت ہے۔ اس خوف سے کہ سرمایہ دار طبقہ اور مفادات حاصلہ حکومت کے اصلاحی اقدامات کے خلاف شور مچائیں گے حکومت کو اپنے نیک فرائض سے جن میں ملک کی اکثریت کی فلاح و بہبود مضمر ہے حکومت کو ہرگز دست کش نہ ہونا چاہئے۔ حسن اتفاق سے صدر اعظم بہادر کو ان خرابیوں کی اصلاح کے لئے اچھے رفقائے کار ملے ہیں۔ مسٹر گرگسن، مسٹر [illegible]

نفس نواز جنگ بہادر، مولوی رضی الدین صاحب وغیرہ ایسے عہدہ دار ہیں جنہیں غریبوں کے ساتھ بڑی ہمدردی ہے۔ معتمد صاحب امور عامہ وکوتوالی بھی ایک نہایت روشن خیال اور ترقی پسند ذہنیت کے حامل ہیں۔ اکثر متعلقہ عہدہ دار بھی اسی تعریف کے مستحق ہیں۔ غرض فضا سازگار ہے صرف نواب صدر اعظم بہادر کے اشارہ کی ضرورت ہے۔

جس وقت نواب صدر اعظم بہادر حیدرآباد تشریف لائے تھے اس وقت جنگ جاری تھی اور ایسے اقدامات کا موقع نہیں تھا لیکن اب جبکہ جنگ ختم ہو چکی ہے نواب صاحب اپنے عزم سے حیدرآباد کا نقشہ بدل سکتے ہیں اور ملک کی اکثریت کی دعاؤں کے مستحق ہو سکتے ہیں۔

نفاذ اصلاحات میں مزید تاخیر بہترین مفادات کے منافی ہے

حیدرآباد ۵ آذر۔ جماعت اتحاد و ترقی کی مجلس عاملہ نے اپنے ایک اجلاس میں جو راجہ گرودھاری پرشاد صاحب جاگیردار کی زیر صدارت بیت الاکبر [illegible] میں منعقد ہوا تھا حکومت کے اس اعلان کا خیر مقدم کیا ہے کہ اصلاحات جلد سے جلد نافذ کئے جائیں گے۔ ہم حکومت سرکار عالی پر یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ نفاذ اصلاحات میں بہت زیادہ تاخیر ہو چکی اور اس سلسلہ میں مزید تاخیر حیدرآباد کے بہترین مفادات کے منافی ہے۔ ہمارا یہ پرزور مطالبہ ہے کہ جدید اصلاحات جس کو منظوری خسروی کا بھی شرف حاصل ہو چکا ہے اندرون سہ ماہ نافذ کئے جائیں۔

عاملہ نے مسٹر ایٹلی، وائسرائے بہادر اور وزیر ہند کے بیانات کا بھی بغور مطالعہ کیا۔ جماعت ہذا کی رائے میں ہندوستان میں دستوری تبدیلیوں کے پیش نظر حیدرآباد کو بھی اپنے سیاسی موقف اور اقتصادی مفادات کو محفوظ رکھنے کے لئے قبل از قبل تیار ہو جانا چاہئے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے جماعت ہذا کی رائے میں ایک کمیٹی سرکاری اور غیر سرکاری ارکان کی تشکیل دی جانی ضروری ہے تاکہ آئندہ دستور ساز جماعت میں اگر حیدرآباد شرکت کرے تو اس کے موقف اور مفادات کی کما حقہ حفاظت کے لئے کمیٹی کا مسودہ مشورہ [illegible] میں پیش ہو سکے۔

جماعت ہذا کی رائے میں حیدرآباد بلحاظ آبادی رقبہ آمدنی اور تاریخی عظمت کے ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے اس کی حفاظت سرکاری اور غیر سرکاری

تجویز باہمی سے ہو سکتی ہے۔ اس لئے اس خصوص میں جلد کسی اقدام کی جس سے غیر سرکاری عناصر کو اعتماد میں لیا جا سکے بے حد ضرورت ہے۔

جماعت ہذا کی رائے میں حیدرآباد کے سیاسی اور اقتصادی مسائل کو سلجھانے کی واحد صورت یہ ہے کہ مختلف سیاسی جماعتوں کے قائدین اپنے مسائل کو ہندوستانی قائدین کی رہبری حاصل کئے بغیر طے کرنے کی کوشش کریں تاکہ تاریخ وطن اور روایات آصفی کے پیش نظر ہم نہ صرف اپنے مسائل کو سلجھا سکیں بلکہ اتحاد و اتفاق کی حد تک برطانوی ہند کے لئے بھی ایک اچھا نمونہ پیش کر سکیں جو قابل تقلید ہو۔

جماعت ہذا نے ہر پہلو پر غور کرنے کے بعد اپنا الحاق انجمن [illegible] سے منقطع کر دیا ہے اور یہ تجویز ہے کہ آئندہ واسطے اتحاد باہمی میں حصہ لینے کی تدابیر پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو ان مسائل پر غور کر کے اندرون ایک ماہ اپنی رپورٹ پیش کرے تاکہ اتحاد باہمی کی مہم میں پورا حصہ لیا جا سکے۔ اس امر کی بھی وضاحت کی گئی ہے کہ مملکت آصفیہ میں یہی ایک واحد سیاسی غیر فرقہ وارانہ ادارہ ہے جو روایات آصفی کی رہنمائی میں سیاسی جد وجہد کر رہا ہے۔

ارنڈی کی کاشت

نئی اسکیم

حیدرآباد ۳۰ آذر۔ ممالک محروسہ سرکار عالی میں ارنڈی کی کاشت دنیا بھر میں سب سے زیادہ رقبہ پر کی جاتی ہے یہاں ارنڈی کی کاشت سالانہ ۸ لاکھ ایکڑ رقبہ پر ہوتی ہے تقریباً ۱۲ سال پہلے امپیریل کونسل آف اگریکلچرل ریسرچ کے تعاون سے ارنڈی کی ایک ترقی یافتہ قسم ایچ ایس نمبر (۱) دریافت کی گئی تھی جس کی پیداوار مقامی قسم کی پیداوار سے ۴۵ فی صد زیادہ ہے اور جس سے (۲) فی صد زائد تیل نکالا جا سکتا ہے۔ ارنڈی کے اس ترقی یافتہ قسم کے تخم کو بڑے پیمانے پر تقسیم کرنے اور اس طرح ممالک محروسہ کے کاشتکاروں میں اس کی کاشت کو عام کرنے کے لئے محکمہ زراعت سرکار عالی نے ایک اسکیم مرتب کی ہے۔ اس اسکیم کے تحت اضلاع محبوب نگر و نلگنڈہ میں چار لاکھ ایکڑ اراضی پر تجربات کئے جائیں گے اس اسکیم پر ۴۸۹۸۰ روپیہ کا صرفہ ہوگا۔ جس میں سے ۲۱۸۵۰ روپیہ کے اخراجات حکومت سرکار عالی اور ۲۷۱۳۰ روپیہ کے اخراجات امپیریل کونسل آف اگریکلچرل ریسرچ برداشت کرے گی حکومت سرکار عالی کی منظوری سے اس اسکیم کا امپیریل کونسل آف اگریکلچرل ریسرچ سے استصواب بھیجا جا چکا ہے۔ حکومت سرکار عالی ترقی یافتہ تخم کی تقسیم کے لئے ۱۵۶۰۰۰ روپیہ کی رقم بھی بطور تقاوی منظور کرے گی۔

اس دوران میں پیشگاہ خسروی سے منظوری کی امید میں اسکیم کو روبہ عمل لایا جا چکا ہے اس لئے کہ تخم ریزی کا موسم شروع ہونے ہی کو تھا اور ایک سال ضائع کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا۔ امید کی جاتی ہے کہ یہ اسکیم بالآخر ممالک محروسہ سرکار عالی کے کاشتکاروں کی ایک بڑی تعداد کے لئے خوشحالی کا باعث ہو گی۔

انجمن اشاعت عربی

گزشتہ جمعہ کو انجمن اشاعت عربی ذیلی مجلس رابطہ کا (۳۰) واں جلسہ بدولت خانہ جناب ڈاکٹر محمد یعقوب صاحب واقع گوشہ محل منعقد ہوا۔ علامہ عبداللہ رشید صاحب کی تلاوت سے جلسہ کا افتتاح کیا گیا۔ اس کے بعد حکیم مولوی علی حسن صاحب نے "تمباکو نوشی" کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے بتلایا کہ ہندوستان میں عام خرابی صحت کے منجملہ دیگر اسباب کے ایک سبب تمباکو نوشی بھی ہے اور اپنی ماہرانہ رائے کے ساتھ تفصیلاً جملہ مضرات کو بتلایا۔

مولوی ریاض الحق صاحب نے مولوی حکیم علی حسن صاحب کی تقریر کی تائید کرتے ہوئے دیگر مسکرات پر بھی تبصرہ کیا اور فرمایا کہ مسلمان قرآن و حدیث سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ اگر قرآن کو با معنی سمجھ کر پڑھا جائے تو بہت ساری [illegible] ہو جائیں گی۔ اس تقریر کے بعد مولوی عادل صاحب نے عربی تعلیم کے فیوض و برکات کو بیان فرمایا۔ اور قرآن و تعلیم عربی سے تہذیب و تمدن اخلاق۔ کو کن فوائد کی وضاحت کے ساتھ بیان کیا۔ اس تقریر کے بعد مولوی حسن الاعظمی صاحب نے عربی تعلیم کی اشاعت و ترغیب پر اظہار رائے فرمایا۔

علامہ عبداللہ رشید صاحب نے تقریر صدارت میں جملہ تقاریر کی تائید کرتے ہوئے علم و عمل کے عنوان پر ایک بسیط تقریر کی۔

ہندوستانی ریاستوں میں رسل و رسائل کے ذرائع

حیدرآباد کی نمایاں ترقی

ہندوستانی ریاستوں کے طول و عرض میں ریلوں اور سڑکوں، ڈاک گھروں، تار گھروں، ٹیلیفون، ہوائی راستوں اور جہازوں کا ایک وسیع جال پھیلا ہوا ہے۔ برطانوی ہند کی ان ریلوں کے علاوہ جو ریاستی علاقوں سے گزرتی ہیں تقریباً ۸۰۰۰ میل کی ریلوے لائنیں خود ریاستوں کی ملکیت ہیں۔ گوالیار، بیکانیر، جے پور، جوناگڑھ، حیدرآباد اور بڑودہ کی ریلیں نہ صرف خود اپنے علاقوں میں بلکہ برطانوی ہند کے بعض حصوں میں بھی حمل و نقل کا کام انجام دیتی ہیں۔ حیدرآباد میں ریلوے لائنوں کے مجموعی لمبائی ۱۳۶۰ میل، جودھپور میں ۱۱۲۵ میل، بیکانیر میں ۸۰۳ میل اور میسور میں ۷۱۵ میل ہے۔ نسبتاً چھوٹی ریاستوں میں ریلوے کا میلانہ نوانگر میں ۱۰۰، میواڑ میں ۱۱۴ اور گونڈل میں ۱۱۹ ہے۔

مسافروں کے لئے آسائش

ریاستوں میں ریلوے کے ارباب مقتدر مسافروں کی ضرورتوں سے بے خبر نہیں رہتے ہیں۔ حیدرآباد میں ایسے ڈیزل ریل کار استعمال کئے جا رہے ہیں جن میں موسمی حرارت بند کا انتظام ہے۔ نیز تیسرے درجہ کے ریل کے ڈبوں میں بجلی کے پنکھے نصب کئے گئے ہیں۔ مسافروں کی سہولت کے لئے ریل گاڑیوں کی آمد و رفت بڑھا دی گئی ہے۔ اور ان کے بیٹھنے کے لئے بہتر انتظام کئے گئے ہیں۔ اودے پور میں ریلوں کی نقل و حرکت، سامان کی حمل و نقل اور مسافروں کی آمد و رفت سے متعلق امور کے بارے میں مشورہ دینے اور سفر کرنے والوں کی شکایتیں اور نقطۂ نظر معلوم کرنے کے لئے ایک غیر سرکاری مشاورتی کمیٹی موجود ہے۔ اسٹیشنوں پر صفائی کے لئے بڑودہ میں ریلوے کی اوسط اور چھوٹی لائنوں پر مجالس صفائی قائم ہیں۔

جنگلوں اور معدنوں سے فائدہ اٹھانے اور بندرگاہوں کو ترقی دینے کے لئے خاص لائنیں بچھائی گئی ہیں۔ کوچین کی صحرائی ٹراموے انجینئری کا ایک شاندار کارنامہ ہے اور ہندوستان میں اپنی نوعیت کی واحد ٹراموے ہے۔ اس کی تعمیر پر ۳۰ لاکھ روپے صرف ہوئے۔ یہ ۵۰ میل لمبی ہے اور اس کے ۴۵۰ پل اور زمین دوز راستے ہیں۔ حیدرآباد میں ریلوے لائنوں کو سنگاریڈی، تانڈور اور ساحلی کے معدنی علاقوں تک وسعت دی گئی ہے۔ کولار کی سونے کی کانوں کی ضروریات میسور اسٹیٹ ریلوے سے پوری ہوتی ہیں۔ جوناگڑھ کی ریاستی ریلوے نے حال میں ڈنگر پور کی بندر کی کون اور ویراول کی گودی تک ریلوے لائنیں تعمیر کی ہیں۔

ہر سال ریاستی ریل گاڑیوں کے ذریعہ لاکھوں مسافر سفر کرتے ہیں اور سامان کی ایک بڑی مقدار منتقل کی جاتی ہے۔ مثلاً ۳۳-۱۹۳۲ء میں کولاپور اسٹیٹ ریلوے سے ۱۳۲۵۳۰۲ مسافروں نے سفر کیا اور ۱۱۳۲۰۱ ٹن سامان کی منتقلی عمل میں آئی۔ سنہ ۱۹۴۲ء میں بڑودہ اسٹیٹ ریلوے کی خالص آمدنی ۲۵ لاکھ روپیہ رہی۔ اس طرح ۵ کروڑ ۹۰ لاکھ روپے کے لگائے ہوئے سرمایہ پر تقریباً ۹ فیصد منافع ملا۔ اسی سال میواڑ اسٹیٹ ریلوے کو ۲۷۳۲۱۰ روپے خالص آمدنی ہوئی۔ جام نگر اور دوارکا کی ریلوں کی خالص آمدنی کی مقدار ۵۲۹۳۶۰ روپیہ رہی۔ ریاست حیدرآباد کی ریلوے کے اصل سرمایہ پر تقریباً ۹ فیصد منافع ملا۔

سڑکیں

پچھلے چند سالوں میں سڑکوں کو ترقی دینے کے لئے زبردست قدم اٹھایا گیا ہے۔ مختلف ریاستوں کی سڑکوں کا نظام برطانوی ہند کے ہمسایہ صوبوں کے نظام کے مقابلہ میں قطعی طور پر بہتر ہے۔ اکثر ریاستوں میں بڑی شاہراہیں ہیں جن سے ذیلی سڑکوں کا ایک وسیع جال منسلک ہے۔ حیدرآباد میں ۵۲۱۰ میل، کشمیر میں ۲۸۰۰ میل، گوالیار میں ۳۰۰۰ میل، ٹراونکور میں ۲۴۴۳ میل، اندور میں ۱۰۰۰ میل، کوچین میں ۳۲۵ میل اور الوار میں ۲۲۰ میل کی اعلیٰ درجہ کی سڑکیں موجود ہیں۔ ٹراونکور فخر کر سکتا ہے کہ وہ ہندوستان میں کنکریٹ کی سب سے طویل سڑک کا مالک ہے۔

پچھلے کچھ عرصہ سے ریاستوں میں موٹروں کی آمد و رفت میں جو غیر معمولی اضافہ ہوا ہے اس کے نتیجہ کے طور پر پرانی شاہراہوں کو وسعت دینے کے خاکے مرتب کئے گئے ہیں اور ان کی نگہداشت کے لئے زیادہ رقمیں منظور کی گئی ہیں۔ حال ہی میں میسور نے ۱۱۲۳۰ روپیہ کے صرفہ سے تین نئی سڑکیں بنائیں۔ گوالیار سڑکوں کی نگہداشت پر سالانہ سوا سات لاکھ روپیہ صرف کرتا ہے۔ سنہ ۴۲-۱۹۴۱ء میں ٹراونکور نے رسل و رسائل کے ذریعوں کو ترقی دینے کے لئے ساڑھے سولہ لاکھ روپیہ خرچ کئے۔ جن میں سے ۴۲۰۰۰۰ روپیہ نئی سڑکوں کی تعمیر اور موجودہ سڑکوں کی اصلاح و درستی پر صرف کئے گئے۔ سڑکوں کے ساتھ ساتھ ہندوستانی ریاستوں میں نئے پل اور زمین دوز راستے بھی بنائے جا رہے ہیں۔ الوار نے ۲۱۵۰۰۰ روپیہ کے صرفہ سے ۱۲۰ بڑے پل اور زمین دوز راستوں کی تعمیر کے لئے ایک پروگرام مرتب کیا ہے۔ ان میں سے سولہ پلوں اور زمین دوز راستوں کی تکمیل ۴۲-۱۹۴۱ء کے دوران میں کی گئی۔ میسور نے حال ہی میں تقریباً ۶۲۰۰۰۰ روپیہ کے مصارف سے پانچ پل تعمیر کئے۔

موٹری حمل و نقل

متعدد ریاستیں دور افتادہ مواضعات کو بڑی سڑکوں سے ملانے کے لئے باقاعدہ پروگراموں پر عمل کر رہی ہیں۔ ٹراونکور نے کسانوں کی سڑکوں کا ایک طریقہ شروع کیا ہے اس کے ذریعہ عوام خود سڑکیں تعمیر کرتے ہیں اور ریاستی حکومت سڑکوں کی قطار بندی کے بارے میں صرف مشورہ دیتی اور صرف پل اور زمین دوز راستے تعمیر کرتی ہے۔ گوالیار میں سڑکوں کا محصول اکثر اس غرض سے عائد کیا جاتا ہے کہ جاگیردار اپنی جاگیروں میں سڑکیں بنوائیں۔ کولہاپور میں دیہی سڑکوں اور پلوں کی تعمیر علاقہ واری پنچایتوں کے ذمہ ہے۔ اندور نے مواضعات میں نئی سڑکوں کی تعمیر کے خاکے مرتب کرنے کے لئے دیہی رسل و رسائل کا ایک بورڈ قائم کیا ہے۔

موٹری حمل و نقل کی سہولتوں کی حد تک گوالیار نے بقیہ ہندوستان کی رہنمائی کی ہے۔ گوالیار اور سنٹرل انڈیا ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ نے بس سروس کا نہایت اعلیٰ انتظام قائم کیا ہے۔ ہندوستان میں پہلی مرتبہ ریاست حیدرآباد نے سڑکوں اور ریلوں کی حمل و نقل کو کامیابی کے ساتھ ایک دوسرے سے مربوط کیا ہے۔ ممالک محروسۂ سرکار عالی میں تقریباً ۴۲۰۰ میل کی سڑکوں پر ۴۷۵ بسوں کے ذریعہ مسافروں کی آمد و رفت کا انتظام کیا گیا ہے۔ ریاست جوناگڑھ میں بس سروس ریاستی ریلوے کی ملکیت ہے۔

محکمہ ڈاک

ملک کے دوسرے حصوں کے ساتھ ساتھ ہندوستانی ریاستیں بھی "امپیریل پوسٹ آفس" کی خدمات سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔ لیکن چند ریاستوں میں ان کے اپنے ڈاک خانے ہیں۔ گوالیار، جیند، نابھا اور پٹیالہ کی ریاستوں میں اپنے علیحدہ محکمے قائم ہیں اور ان ریاستوں نے اس سلسلہ میں حکومت ہند سے معاہدے کئے ہیں۔ دوسری دس ریاستوں یعنی کوچین، حیدرآباد، جے پور، جوناگڑھ، کشن گڑھ، اوڑچھا، شاہ پورہ، ٹراونکور اور اودے پور کے بھی اپنے علیحدہ ڈاک خانے ہیں لیکن ان ریاستوں نے حکومت ہند سے کوئی

بقیہ ملاحظہ ہو صفحہ (۱۱)

مسئلہ فلسطین

امریکہ صیہونیت کی حمایت میں

سنہ ۱۹۳۸ء کے اختتام پر جنگ کے بادل منڈلا رہے تھے مدبرین نے عربوں کو ناراض کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ اس کوشش سے مایوس ہو کر یہودیوں نے پریذیڈنٹ روزولٹ سے رجوع کیا اور وائٹ ہاؤز پر تاروں کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ پریذیڈنٹ روزولٹ نے اس خیال کی تائید کی کہ فلسطین یہودیوں کا قدرتی وطن ہے اور مشرق قریب کے مسئلہ کا بہترین حل یہی ہے۔ معلوم نہیں پردہ کے پیچھے کیا ہوا مگر انگلستان نے فلسطین کے مسئلہ سے متعلق جو اوڈ ہیڈ کمیشن مقرر کیا تھا اس نے فلسطین کی تقسیم کی تجویز سے متعلق اس وقت سکوت اختیار کیا۔ جنگ چھڑنے کے آثار پیدا ہو گئے ایک نیا کاغذ ابیض شائع کیا گیا جس میں صرف (۷۵) ہزار یہودیوں کو پانچ سال کے دوران میں فلسطین میں داخل ہونے کی اجازت دی گئی۔

مشرق وسطیٰ کے مسائل سے امریکہ کو بھی اتنی ہی دلچسپی رہتی ہے جتنی کہ برطانیہ کو ہے کیونکہ اس رقبہ میں جو تیل کے چشمے ہیں امریکہ کے لئے بھی اتنے ہی جاذب نظر ہیں۔ سنہ ۱۹۴۴ء کے آغاز میں جبکہ یہودیوں کی توطن پذیری کی مدت ختم ہو رہی تھی جو برطانوی کاغذ ابیض میں مقرر کی گئی تھی امریکہ میں یہودی حامیوں نے کانگریس میں یہ قرارداد پیش کرا دی کہ یہودیوں کے داخلہ کے لئے فلسطین کے دروازے کھلے رکھے جائیں ان کی توطن پذیری کے لئے سہولتیں فراہم کرنے امریکہ مناسب تدابیر اختیار کرے تاکہ بالآخر اس سرزمین پر ایک آزاد جمہوری یہودی مملکت قائم ہو سکے۔

لیکن امریکہ کی حکومت نے وزیر جنگ کے ذریعہ اس قرارداد کو ملتوی کرا دیا وجہ یہ بتائی گئی کہ اس موقع پر اس سلسلہ میں کوئی قدم اٹھانا مساعی جنگ پر مضر اثر ڈالے گا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد جب امریکہ میں عام انتخابات کا زمانہ قریب آ گیا صیہونی تحریک کے لئے پھر فضا سازگار ہو گئی۔ ہر جماعت جو انتخاب لڑ رہی تھی وہ یہودیوں کے ووٹ حاصل کرنے کے لئے صیہونیت کی تائید کرنے لگی۔ خود محکمہ جنگ نے محسوس کیا کہ اس نوبت پر اس قرارداد کی حمایت جو پہلے واپس لے لی گئی تھی کچھ مضر نہ ہو گی۔ یہودیوں کے ووٹ کو نظرانداز کرنا کسی جماعت کے لئے ممکن نہ تھا۔

یہودیوں نے کوشش کی کہ اس صورت حال سے حسب منشا ممکن ہو فائدہ اٹھایا جائے۔ لیکن وہ فضا جو انتخابات کے زمانہ میں پیدا ہوئی تھیں زیادہ دیر تک باقی نہ رہی۔ اس نوبت پر امریکی سنٹ نے تصفیہ کیا کہ اس قرارداد کی منظوری عام بین الاقوامی صورت حال کے مدنظر دانشمندی کے خلاف ہو گی۔ یہودیوں کو پھر ایک بار ناکام ہونا پڑا۔ اس کے بعد ایک امر واقعہ ظہور پذیر ہوا۔ دو یہودی نوجوانوں نے مشرق وسطیٰ کے برطانوی ریذیڈنٹ لارڈ موئن کو قتل کر دیا۔ جب اس واقعہ قتل کی تحقیقات ہونے لگی تو ان ملزمان نے اس تحقیقات کو صیہونیت کی تشہیر کے لئے ایک بین الاقوامی پلیٹ فارم بنا دیا۔

اب یہ بات ناگزیر ہو گئی کہ یالٹا کانفرنس کے بعد چرچل اور روزولٹ عرب قائدین سے ملاقات کریں۔ دنیائے عرب کی تاریخ میں یہ ایک اہم واقعہ تھا کہ ابن سعود نے (۶۶) کی عمر میں پہلی مرتبہ اپنے وطن کی سرحد سے باہر قدم رکھا۔

پریذیڈنٹ روزولٹ اور ابن سعود کی ملاقات سے متعلق مختلف واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔ ان تمام روایتوں میں ایک بات یقینی معلوم ہوتی ہے۔ پریذیڈنٹ روزولٹ نے ابن سعود کو یہ بات ذہن نشین کرانے کی کوشش کی کہ عرب اور یہودیوں کا مسئلہ بہت سنگین ہے اس کا حل جس قدر جلد دریافت کیا جائے بہتر ہے۔ اس امر کی جانب بھی شاید اشارہ کیا گیا کہ اگر خود عرب اس کا کوئی حل پیش کریں تو اس کا خیر مقدم کیا جائے گا۔

یالٹا کانفرنس کے بعد ہی قاہرہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کے کچھ عرصہ کے بعد عرب لیگ وجود میں آئی۔ عرب لیگ کے قیام کی ایک عرصہ سے کوشش کی جا رہی تھی۔ سنہ ۱۹۴۳ء میں وزیر خارجہ برطانیہ نے وضاحت کی کہ اس لیگ کا وہ خیر مقدم کرتے ہیں۔ آزادی عرب کی تحریک کی تیزی کو اب روکنا مشکل تھا عرب ممالک میں ہر طرف بغاوت کے آثار پیدا ہو رہے تھے۔ شام اور لبنان کے واقعات سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ اس امر کی کوشش کی گئی کہ قدامت پسند عناصر سے دوستانہ تعلقات پیدا کر کے آزادی کی تحریک کو سست کیا جائے۔ عرب لیگ نے انگلستان کو ایک یادداشت روانہ کی جس میں یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ فلسطین میں یہودیوں کے داخلہ سے متعلق سنہ ۱۹۳۹ء کے کاغذ ابیض میں جو اعلان کیا گیا تھا اس اعلان کو برقرار رکھا جائے۔ اور فلسطین کی آزادی کی حمایت کی جائے۔ عرب لیگ میں ابن سعود کی شرکت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فلسطین میں یہودیوں کے داخلہ سے متعلق عربوں کا کیا نقطۂ نظر ہے۔

برطانوی کاغذ ابیض میں یہودیوں کے داخلہ کی جو پانچ سالہ مدت مقرر کی گئی تھی وہ اس وقت ختم ہوئی جبکہ سان فرانسسکو کانفرنس شروع ہو رہی تھی۔ یہودیوں کی توطن پذیری ختم ہو گئی تھی اور صرف (۳۰) ہزار یہودیوں کا داخلہ باقی رہ گیا تھا جو ذرائع حمل و نقل کی دقتوں کی وجہ سے داخل نہ ہو سکے تھے۔ سان فرانسسکو کانفرنس میں عربوں کے نمائندے شریک تھے۔ اور یہودیوں کو ان کے احتجاج کے باوجود شرکت کا موقع نہیں ملا۔ سنہ ۱۹۳۹ء میں مسٹر چرچل برطانوی کاغذ ابیض کے مخالف تھے لیکن اب وہ بھی خاموش رہے۔

اب پیرس کے اخبارات میں یہ اطلاعیں شائع ہو رہی ہیں کہ امریکی اور برطانوی مدبرین عرب لیڈروں پر اس امر کے لئے دباؤ ڈال رہے ہیں کہ فلسطین کو یہودیوں کا وطن بنا دیا جائے اور فلسطین کے اس رقبہ کو جہاں عرب آباد ہیں ماوراء اردن میں شامل کر دیا جائے۔ نیویارک کے اخبارات یہ رائے دے رہے ہیں کہ فلسطین کے یہودی رقبہ کو یہودی مملکت قرار دیا جائے اور عربوں کے رقبہ کو شام میں شامل کر دیا جائے۔

سامراجی طاقتیں فلسطین کی تقسیم کو پسند کرتی ہیں کیونکہ دو دو کمزور ریاستوں پر آسانی سے تسلط قائم رکھ سکتی ہیں۔

امریکہ کے صدر مسٹر ٹرومن نے ایک لاکھ یہودیوں کو داخلہ دینے کی خواہش کی ہے۔ برطانوی کابینہ اس مسئلہ پر خاموش ہے اور ایسی اطلاع ہے کہ برطانیہ نے اس سے انکار کر دیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک آزاد فلسطین ہی اس مسئلہ کو حل کر سکتا ہے۔

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید

کانگریسی رہنما کہتے ہیں کہ وہ لیگ سے بات نہیں کریں گے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ وہ ہندوستان کی آزادی کے لئے متحدہ مورچہ قائم کرنا نہیں چاہتے سردار پٹیل اور پنڈت نہرو کہتے ہیں کہ وہ لیگ سے لڑیں گے۔ اس کا نتیجہ مرف یہی ہوگا کہ ہندو اور مسلمان ایک دوسرے سے لڑنے کے لئے تیاری شروع کر دیں گے۔ کانگریسی رہنما چاہتے ہیں کہ برطانیہ لیگ کے خلاف ان کا ساتھ دے اپنے اندرونی معاملات میں برطانیہ سے مداخلت کی درخواست کرنا حب الوطنی کی علامت نہیں۔ اس سے ہندوستان کو آزادی نہیں ملے گی۔ (پی۔ سی۔ جوشی)

معاصر "رعیت" رقمطراز ہے کہ:۔

بمبئی کی کل ہند کانگریس کمیٹی کے اجلاس کے بعد کمیونسٹ پارٹی کے ایک سے زائد ذمہ دار ارکان کے جو بیانات باتقاریر شائع ہوئی ہیں ان سے بخوبی اچھی طرح اندازہ کر سکتی ہے کہ اب آئندہ کمیونسٹ پارٹی کی روش کیا رہے گی۔

کل ہند کانگریس کمیٹی کے اجلاس میں حق خود ارادیت کے مسئلہ پر ڈاکٹر اشرف اور میاں افتخار الدین کے ساتھ صداقت و عدم تشدد کے پرستاروں نے جو سلوک کیا اس سے بخوبی اچھی طرح اندازہ کر سکتی ہے کہ اب آئندہ کمیونسٹ پارٹی کی روش کیا ہونی چاہئے۔

۔۔ فرقہ وارانہ کشیدگی کی جانب سے جشن سال نو کے سلسلہ میں ایک مصنوعی مشاعرہ ترتیب دیا گیا۔ (ایک خبر) لوگ غلطی سے اس کو مصنوعی مشاعرہ سمجھ رہے ہیں۔

مسٹر خلیق الزماں زبیری نے ایک صحافتی بیان میں مسلم عوام سے اپیل کی ہے کہ گاندھی جینتی کے سلسلہ میں جو تقریریں ہو رہی ہیں اُن سے مسلمانوں کو مشتعل نہ ہونا چاہئے اور پُر امن رہنا چاہئے۔ (ایک خبر)

ساہوکاروں کی وکالت اور مسلم عوام کی قیادت! اس تضاد پر قارئین کو زیادہ غور و خوض نہ کرنا چاہئے۔

ع۔ یہ معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا۔

اخبارات میں اطلاع شائع ہوئی ہے کہ:۔

کانگریس کے دستور میں ایک انقلابی تبدیلی کی جائے گی۔ کہا جاتا ہے کہ مہاتما گاندھی کچھ عرصہ سے اس سوال پر سوچ بچار کر رہے ہیں اور خیال کیا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ بہت جلد زیر بحث آئے گا۔ ایک تجویز یہ ہے کہ کانگریس کی چار آنے والی رکنیت کو برخاست کر دیا جائے اور تمام ہندوستانیوں کو کانگریس کا رکن خیال کیا جائے۔

اس تجویز میں دو فائدے مضمر ہیں ایک تو یہ کہ کانگریس کے ارکان کی تعداد لاکھوں کروڑ ہو جائے گی اور دوسرے مسلم لیگ کی نمائندگی کا دعویٰ ختم اور کانگریس کی واحد نمائندگی ثابت ہو جائے گی۔

ع: گلشن میں بند و بست برنگ دگر ہے آج۔

"یہ ایک بڑی المناک حقیقت ہے کہ نادار اور لاوارث معمر افراد اپنی عمر کے آخری ایام بڑی مصیبت سے کاٹتے ہیں۔ ان میں اتنی سکت بھی نہیں رہتی کہ وہ دوسروں کے سامنے اپنی حاجت بیان کریں۔ (رہبر دکن)

اس کا واحد علاج یہ ہے کہ سوشل سکیورٹی (سماجی ضمانت) کی اسکیم جاری کی جائے اور زرداروں پر محصول عائد کیا جائے۔ مگر ہمیں اندیشہ ہے کہ ہمارے بعض قائدین جو تاناشاہی کے دور کی طرف واپس جانا چاہتے ہیں اس تجویز کی اسی طرح مخالفت کریں گے جس طرح وہ تحریک امداد باہمی کی کر رہے ہیں۔

نئے جاپانی وزیر اعظم نے فرمایا کہ:۔

"اب جاپان اپنے طریقہ پر جمہوریت کا راستہ اختیار کرے گا"

پھر تو یہ جمہوریت میڈان جاپان قسم کی ہوگی۔

مسلم لیگ میں شرکت شرعاً جائز نہیں مولانا حسین احمد صاحب کا فتویٰ۔ (اخباری سرخیاں)

اقبال مرحوم نے فرمایا تھا:۔

ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبیست!!

کشن گنج میں گاندھی جینتی کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر نرسنگ راؤ نے فرمایا:۔

آج گاندھی جی کے فلسفہ کو تسلیم نہ کرنے والے بھی گاندھی جینتی منا رہے ہیں۔

بالکل اسی طرح جس طرح بعض فرقہ پرست قوم پرستی کا راگ الاپتے ہیں۔ بہر حال مسٹر نرسنگ راؤ کا یہ اشارہ مقامی کمیونسٹوں کی طرف نہیں ہے۔

چند روز قبل معاصر "پیام" نے ایک مراسلہ شائع کیا تھا جس میں مراسلہ نگار نے کیپل (اسٹیٹ نواب سالار جنگ بہادر) کے انتظامات رسد کے خلاف شکایتوں کی ایک طویل فہرست پیش کی ہے۔

ہماری اطلاع یہ ہے کہ مراسلہ نگار صاحب کو نفع اندوزی کا موقع نہیں مل رہا ہے۔ اس ضمن میں ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ دوسرے علاقوں کے انتظامات رسد پر کیوں روشنی نہیں ڈالی جا رہی۔

کانگریس کو ووٹ کیوں دینا چاہئے۔ ڈاکٹر پٹابھی سیتارامیا کا بیان۔ (اخباری سرخیاں)

تاکہ عددی اکثریت کا راج قائم ہو جائے۔

حکومت بنگال نے ان عہدہ داروں کے خلاف جن پر رشوت کا الزام ہے سخت کارروائی کا فیصلہ کر لیا ہے۔ (ایک خبر)

بعد از خرابی بصرہ خواجہ بیدار شد!!

صوبہ سرحد میں کانگریسی وزارت کی ناکامی

از

سید سجاد ظہیر

صوبہ سرحد میں کانگریسی وزارت کے قیام کا خیر مقدم اکثر محبان وطن نے کیا تھا۔ صوبہ سرحد کے مسلم لیگی بھی اس وزارت کی کامیابی کے خواہاں تھے۔

کانگریسی وزارت کی کامیابی اس امر پر منحصر تھی کہ وہ کس حد تک سرحد کے عوام کے مسائل کو حل کرتی ہے۔ اول ان بدعنوانیوں کا تدارک کرنا جو سرکاری حلقوں میں پھیل گئی تھیں۔ دوسرے عوام کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنا یعنی ان کے لئے کپڑا، غذا، شکر اور تیل کا مہیا کرنا۔ تیسرے شہری آزادی کو رواج دینا اور سیاسی قیدیوں کو رہا کر کے صوبے کی سیاسی زندگی کو بہتر بنانا۔

کانگریسی وزارت انہیں مسائل کو حل کرنے کے لئے قائم ہوئی تھی۔ اس کی ابتدائی کارروائیاں بڑی حوصلہ افزا تھیں۔ کانگریسی قیدی رہا کئے گئے تھے۔ پریس پر سے پابندیاں اٹھائی گئیں۔ اب جلسے اور جلوس کی آزادی تھی۔ سرکاری حلقوں کی بدعنوانیوں کی تحقیق کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی اور کپڑے اور غذا کی معقول تقسیم میں خود ڈاکٹر خان صاحب نے دلچسپی لی۔

لیکن بہت جلد یہ حقیقت ظاہر ہو گئی کہ وزیروں کی تمام مخلصانہ کوششوں کے باوجود عوام کے بنیادی مسائل کامیابی سے حل نہیں کئے جا سکتے۔ عوام کی متحدہ کوششوں اور صوبہ سرحد کی سیاسی جماعتوں کانگریس اور مسلم لیگ کے باہمی تعاون کے بغیر یہ ممکن نہیں تھا کہ ناکارہ افسروں اور نفع خور سوداگروں اور بے ایمان ٹھیکیداروں کو ان کی حرکتوں سے روکا جا سکتا۔ خان عبد الغفار خاں صاحب نے اپنے اخبار "پختون" میں جو بیان شائع کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وزارت عوام کے لئے ضروریات زندگی مہیا نہیں کر سکی اور خاص طور سے کپڑے کے انتظام میں اسے شدید ناکامی ہوئی۔ اس کے علاوہ وہاں کے کانگریسی حلقوں کا انتشار بڑھ رہا ہے چنانچہ کانگریسی وزارت پر تنقید کرتے ہوئے خان عبد الغفار خاں نے فرمایا کہ

"اس کا الزام حکومت سرحد کے سر ہے کہ وہ اس معاملے میں عوام کا تعاون حاصل نہیں کر سکی اور اس سلسلے میں انہیں تمام مشکلات سے آگاہ نہیں کر سکی۔ وزارت کی دوسری غلطی یہ ہے کہ وہ مختلف علاقوں میں ضروریات زندگی کی تقسیم کا یکساں انتظام نہیں کر سکی۔"

(ہندستان ٹائمز - ۲۷ دسمبر)

"صوبہ سرحد کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کپڑے کی انتہائی کمی ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رائے بہادر مہر چند کھنہ جو [illegible] کے آدمی ہیں اور وزارتی گروہ کے دوسرے خود غرض افراد کے زیر اثر صوبے میں بددیانتی اور رشوت ستانی بڑھ رہی ہے۔ غذا اور دوسری ضروریات زندگی کو تقسیم کرنے کے لئے جو غیر سرکاری کمیٹیاں بنائی گئی ہیں ان میں وزارتی گروہ کے رشتے دار اور دوست احباب بھرے ہوئے ہیں۔ عبد القیوم سواتی اور محمد جان خاں کی طرح کے سربرآوردہ کانگریسی ممبر اسمبلی ایبٹ آباد اور بنوں کی میونسپلٹیوں کا انتظام کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ میونسپلٹی اور لوکل بورڈ کے نئے حلقہ ہائے انتخابات کی تشکیل میں بھی کانگریسی وزیر مداخلت کر رہے ہیں۔ اس سے لوگوں کو یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ حلقہ ہائے انتخاب کو درست کرنے میں اپنے گروہ کا مفاد ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ حالانکہ ابھی تک صوبہ سرحد کے وزیر اعظم ڈاکٹر خان صاحب پٹھانوں میں مقبول ہیں لیکن دوسرے وزرا بدنام ہو گئے ہیں اور مجموعی طور سے وزارت کا اقتدار گھٹ گیا ہے۔"

کانگریسی وزارت کی کمزوری کی سب سے بڑی وجہ خود کانگریسی حلقوں کی اندرونی گروہ بندی ہے۔ جب سے وزارت قائم ہوئی ہے خان عبد الغفار خاں اس کے ساتھ تعاون نہیں کر رہے ہیں۔ انہوں نے خدائی خدمت گار جماعت کو کانگریس سے الگ کر لیا ہے۔ اس کا طریق کار زیادہ سے زیادہ غیر جمہوری ہوتا جا رہا ہے۔ اس کے تمام عہدے دار نامزد کئے جا رہے ہیں۔ خان عبد الغفار خاں نے کھلم کھلا اس کی مخالفت کی کہ کپڑے اور غذا کی تقسیم میں خدائی خدمت گار حصہ لیں۔ وہ مبہم طریقے سے راست اقدام اور انقلاب کی باتیں کرتے ہیں لیکن اپنی جماعت کے آدمیوں کو عوام کی مشکلات دور کرنے کے لئے کسی کام میں شریک ہونے کی اجازت نہیں دیتے ہیں۔ وہ سارے صوبے کا دورہ کر کے ایک مستقل خدائی خدمت گار ٹریننگ سنٹر کے لئے روپیہ جمع کر رہے ہیں۔ خان عبد الغفار خاں کا نیا حکم ہے کہ خدائی خدمت گار تمام عوامی کمیٹیوں سے الگ ہو جائیں۔ اس پالیسی کا نتیجہ یہی نہیں ہے کہ کانگریسی وزارت کی عوامی بنیادیں کمزور ہو رہی ہیں بلکہ صوبہ سرحد کے بہت سے بہترین محبان وطن عوام کی مشکلات دور کرنے میں حصہ نہیں لے سکتے۔ اس سے خود خدائی خدمت گار تحریک کمزور ہو رہی ہے۔ حال ہی میں دو مشہور خدائی خدمت گار۔ لیڈر امین خان اور اللہ نواز خاں اپنی جماعت چھوڑ کر لیگ میں شامل ہو گئے ہیں۔

خان علی گل خاں صدر صوبہ کانگریس کمیٹی اور حکیم عبد الجلال ندوی کا کٹر کانگریسی گروہ وزارت پر اور خدائی خدمت گار تحریک پر سخت نکتہ چینی کر رہا ہے۔

اس طرح صوبہ سرحد میں کانگریس تین بڑے گروہوں میں تقسیم ہو گئی ہے۔ ایک وزارتی گروہ دوسرے خدائی خدمت گار اور تیسرے کٹر کانگریسی۔ یہ تینوں گروہ متحد ہو کر کانگریس کی خدمت کرنے کے بجائے آپس میں لڑ رہے ہیں۔ اب ان میں عوام کے اہم اور فوری مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت نہیں رہ گئی ہے اس سب کا نتیجہ یہ ہے کہ کانگریس کا اثر عوام پر سے اٹھتا جا رہا ہے۔

محض پشاور اور ایبٹ آباد کے شہروں ہی میں نہیں بلکہ ضلع ہزارہ کے دیہات میں بھی مسلم لیگ کا اثر بڑھ رہا ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ پاکستان کا نعرہ صوبہ سرحد میں دن بدن مقبول ہوتا جا رہا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ الکشن میں کیا ہوگا! اس وقت بھی مسلمانوں کے کل ۳۸ ممبروں میں سے اکیس ممبر مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ اس کی قوی امید ہے کہ الکشن کے بعد اس تعداد میں کچھ اضافہ ہو جائے گا۔ یہ پیشین گوئی کرنا مشکل ہے کہ مسلم لیگ کو مجموعی (پچاس) نشستوں میں سے نصف یا نصف سے زیادہ نشستیں مل جائیں گی۔

بہرحال یہ حقیقت بالکل صاف ہے کہ سرحد کے پٹھانوں کی قومی تحریک اس وقت دو گروہوں میں تقسیم ہے اور دونوں گروہوں کی طاقت تقریباً برابر ہے۔ اگر یہ دونوں گروہ آپس میں لڑتے رہے تو عوام کی مصیبتوں میں بے انتہا اضافہ ہو جائے گا۔

جدید مملکت پر اقبال کی تنقید

از
جناب ڈاکٹر یوسف حسین خان صاحب

انسان کی اجتماعی زندگی کو تین شعبوں کے تحت عمل تجزیہ کرسکتے ہیں۔ (۱) نظام حکومت (۲) نظام معیشت اور (۳) تدبیر منزل یا نظام خانگی۔

متمدن انسان کسی نہ کسی نظام حکومت کے تحت زندگی بسر کرتا ہے۔ ضرور ہے کہ اس کا دنیا کی کسی مملکت سے تعلق ہو۔ مملکت کے ذریعہ ہماری زندگی کی اہم اور بنیادی ضرورت پوری ہوتی ہے۔ اگر مملکت نہ ہو تو ہماری حقوق وفرائض کی دنیا افراتفری میں مبتلا ہو جائے۔ جدید سیاسی تصورات کے مطابق مملکت انسانوں کی ایک ایسی جماعت سے عبارت ہے جو کسی معین علاقہ میں قانونی اغراض کی تکمیل کے لئے منظم ہو اور جس میں حاکم ومحکوم کا تعلق پایا جاتا ہو۔ مملکت کا خارجی اور مادی پہلو یہ ہے کہ وہ دنیا کے کسی نہ کسی مخصوص گوشہ یا قطعہ زمین میں ہوتی ہے کہ بغیر اس کے ہم اس کا تصور ہی نہیں کرسکتے۔ چنانچہ ایک ایسی جماعت جو منظم ہو لیکن کسی مخصوص خطہ پر یکجا آباد نہ ہو۔ جدید سیاسی اصطلاح کے مطابق مملکت نہیں کہی جاسکتی۔ مثلاً یہودی قوم باوجود اپنی عالمگیر تنظیم کے مملکت سے تعبیر نہیں کئے جاسکتے اس واسطے کہ وہ دنیا کے مختلف گوشوں میں منتشر ہیں۔

قیام مملکت کے لئے ظاہر ہے کہ انسانوں کی یکجائی ضروری ہے اور اس میں نظم و وحدت ہونا بھی ضروری ہے۔ مملکت افراد کو اپنے ضبط ونظم کا پابند کرتی ہے۔ لیکن وہ کسی دوسرے مقتدر کی تابع فرمان نہیں ہوتی۔ مملکت کے لئے خارجی سیاسی اثرات سے کامل طور پر آزاد ہونا ضروری ہے اگر وہ کسی دوسری مملکت کے ارادہ کی پابند ہوگی تو اس پر اصطلاحاً حقیقتاً مملکت کا اطلاق نہیں کیا جاسکتا۔ مملکت اپنے منشاء کو موثر بنانے کے لئے اپنا حق و نیابت جن افراد کے سپرد کرتی ہے وہ حکومت (گورنمنٹ) کہلاتے ہیں۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ مملکت کے ارادہ اور منشاء کو عملی جامہ پہنائے۔ حکومتوں میں آئے دن تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن مملکت اس وقت تک قائم و برقرار رہتی ہے جب تک کہ خارجی اثر یا اندرونی انتشار سے اس کی وحدت کو صدمہ نہ پہونچے اور اس کے تسلسل میں رخنہ نہ پڑے۔

جدید مملکت کی خصوصیات یہ ہیں (۱) مذہب واخلاق سے بے تعلق (۲) ہمہ گیر ہونا اور (۳) وطنیت کے تصور سے تقویت حاصل کرنا۔ اب ہم ان تینوں خصوصیات کے متعلق اقبال کے خیالات پیش کرتے ہیں۔ اس ضمن میں یہ بات پیش نظر رہنی چاہئے کہ اقبال کے تمام تر خیالات کا سرچشمہ اسلامی تعلیم ہے وہ انسانی تمدن کے کسی شعبہ کے متعلق جب کبھی اظہار خیال کرتا ہے تو اس کے ذہن میں کوئی نہ کوئی اسلامی اصول ہوتا ہے۔ جس کی کسوٹی پر وہ جدید تمدن کے ادارہ کو پرکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ جدید مملکت کا دعویٰ ہے کہ وہ مذہب کے بارے میں بالکل غیر جانبدار ہے۔ اس کو اس امر سے بحث نہیں کہ اس کے ارکان کا مذہب کیا ہے۔ وہ کس کی عبادت کرتے ہیں اور کیوں! مملکت کے افراد کا ہم مذہب ہونا بھی کچھ ضروری نہیں جب تک لوگ اپنی شہری ذمہ داریوں سے کماحقہ عہدہ برآ ہوں۔ مملکت ان سے یہ نہیں دریافت کرتی کہ تم کس خاص مذہب یا نظام اخلاق کی پیروی کرتے ہو! جدید مملکت نہ صرف مذہب بلکہ اخلاقی بندھنوں سے بھی اپنے آپ کو آزاد تصور کرتی ہے۔ مملکت کے اس تصور کا سب سے پہلا علمبردار میکیاولی ہوا ہے جس نے سیاست کو مذہب واخلاق سے جدا رکھنے کی تعلیم دی۔

میکیاولی کے پیش نظر سولہویں صدی عیسوی کی سیاسیات تھی جس میں یقیناً کسی ذی فہم اور ہوشمند شخص کے لئے روحانی تشفی کا سامان مشکل ہی سے مل سکتا تھا۔ پھر اس کے سامنے شہنشاہ اور پاپائیت کی دائمی جنگ اور خود کلیسائی اداروں کے اندرونی انتشار اور زبوں حالی کے مناظر بھی ہوں گے جن کے باعث اس نے مذہب و اخلاق کی اجتماعی حیثیت سے انکار کیا اور سیاست سے ان کا دور رہنا ہی مناسب سمجھا۔ میکیاولی نے صاف صاف کہا کہ افراد چاہیں تو نجی طور پر مذہب واخلاق کی پابندی کرسکتے ہیں لیکن مملکت کو ان سے بالاتر ہونا چاہئے۔ مملکت کا فرض ہے کہ وہ اپنی بقاء واستحکام کے لئے حصول قوت واقتدار کے لئے کوشاں رہے۔ چاہے وہ کسی طور پر بھی حاصل ہو۔ وہاں اگر مذہب واخلاق سے سیاسی فوائد کے حصول میں مدد ملتی ہو تو عارضی طور پر انہیں اختیار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ میکیاولی نے اس ابن الوقتی کی حکمت عملی کو عین سیاست بتایا ہے مکر اور ریا کو سیاست کے لئے عین ضروری سمجھا۔ پچھلی صدیوں میں میکیاولی کی تعلیم کو یورپ میں جو قبول عام نصیب ہوا اس کی وضاحت کی یہاں ضرورت نہیں۔ اس باطل پرست فلارنسوی حکیم کی تعلیم نے حیلہ اندازی کو فن ملعونیت بنادیا اور جبر اور جھوٹ کو ایک صف میں لا کھڑا کیا۔ اقبال نے رموز بیخودی میں اس کی نسبت اس طرح ذکر کیا ہے۔

آن فلارنسائی باطل پرست — سرمہ او دیدۂ مردم شکست
نسخہ بہر شہنشاہان نوشت — در گل ما دانۂ پیکار کشت
فطرت او سوئے ظلمت برد رخت — حق ز تیغ خامۂ او لخت لخت
بتگری مانند آذر پیشہ اش — بست نقش تازہ اندیشہ اش
مملکت را دین او معبود ساخت — فکر او مذموم را محمود ساخت
بوسہ تا بر پائے این معبود زد — نقد حق را بر عیار سود زد
باطل از تعلیم او بالیدہ است — حیلہ اندازی فنے گردیدہ است
طرح تدبیر زبون فرجام ریخت — این خسک در جادۂ ایام ریخت

نشاۃ ثانیہ کے بعد یورپ کے اہل علم کی ذہانت وقابلیت ایسے امور کے دریافت کرنے میں صرف ہونے لگی جو مملکت کو قوی کرنیوالے اور اس کی جنگی قوت میں اضافہ کرنیوالے تھے، چاہے ان کو برتنے میں اخلاق انسانی کا خون ہی کیوں نہ کرنا پڑا ہو۔ میکیاولی نے زمانہ پرستی کو اصول بنادیا اور مملکت کو حق دیدیا کہ وہ اپنے استحکام کے لئے جو ذرائع بھی استعمال کرے وہ جائز ہیں اس لئے کہ اصل چیز مقصد ہے نہ کہ ذریعہ۔ اگر کوئی مدبر اپنے اخلاقی اصول کی وجہ سے مملکت کو تھوڑا سا بھی عارضی نقصان پہونچاتا ہے تو میکیاولی کے نزدیک وہ مجرم ہے۔ میکیاولی نے اپنے خیالی بادشاہ کے لئے جو آزادیاں روا رکھی تھیں وہ تھوڑے دنوں بعد یورپ کے مطلق العنان اور جمہوری حکومتوں کا طرۂ امتیاز بن گئیں جن کے خلاف ضمیر انسانی کو اپنی آواز بلند کرنا پڑی۔

یونان اور روما میں مذہب وسیاست کو ایک دوسرے سے جدا نہیں تصور کیا جاتا تھا۔ درحقیقت مذہب وسیاست کی ثنویت عیسائیوں کے اثر سے قائم ہوئی۔ جبکہ قیصر اور خدا کے حقوق الگ الگ ادا کرنے کی دعوت دی گئی۔ نشاۃ ثانیہ تک باوجود عداوت اور کلیسا کی جدائی کے یورپ میں عالمگیر سلطنت کا تصور کسی نہ کسی شکل میں موجود رہا۔ لیکن لوتھر کی تحریک اصلاح مذہبی کے بعد مختلف قومی گروہوں نے قیصریت اور پاپائیت کے جوئے کو اتار پھینکا اور جدید مملکتوں نے جنم لیا۔ شروع میں مطلق العنان حکمرانوں نے جدید مملکت کے استحکام کے فرائض انجام دیئے اور پھر صنعتی انقلاب کے بعد جمہوریت اور پارلیمانی نظام حکومت کو فروغ ہوا۔ مستبد فرمانرواؤں کے نظریہ حقوق الٰہی کی جگہ جمہوریت کے نظریہ معاہدہ عمرانی کا چلن ہوا۔ جو جدید جمہوریت کا سنگ بنیاد خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن اس تمام عرصے میں حکومت کی سربراہی چاہے مطلق العنان فرمانرواؤں کے ہاتھوں میں رہی ہو یا جمہور کے قبضہ میں ہر حالت میں مملکت کو مذہب واخلاق سے جدا رکھنے کا میلان قوی سے قوی تر ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ آج نوبت یہ ہو گئی ہے کہ مملکت اس امر کی مجاز ہے کہ انسانوں کے بے زبان گلہ کو جیسا بھی طریقہ چاہے برتے

داقتدار سے جو ہر چاہت باکے۔ اگر مملکت افراد سے قتل و غارت کرانا چاہتی ہے تو ان کو کرنا ہوگا اور اگر وہ مذہب و اخلاق کے سارے ضابطوں کو توڑنے کی دعوت دے۔ تو اس میں کوئی عذر نہ ہونا چاہیے مملکت کی قوت و جبروت کے فلک نما طلسم کو بے بس انسانیت آج عمر و آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔ اور چوں نہیں کر سکتی۔

یورپ میں مذہب و سیاست کی تفریق جس تصور حیات کے تحت عمل میں آئی اس کی تہ میں روح اور مادہ کی ثنویت کا اصول کارفرما تھا۔ زندگی کے اس غلط نقطۂ نظر کے باعث انسانیت کا قافلہ مادیت کے بیابانوں میں آوارہ گرد ہے اور اسے کچھ پتہ نہیں کہ وہ کدھر جا رہا ہے اور کیوں جا رہا ہے؟ زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح سیاست بھی اس کی محتاج ہے کہ اس کی تہذیب کی جائے۔ یہ کام مذہب و اخلاق کے سوا اور کون انجام دے سکتا ہے۔ اسلام کا یہ کارنامہ ہے کہ اس نے ملک و دین کی دوئی کو ختم کر کے زندگی کی فطری وحدت کو قائم و برقرار کیا اور اخلاق و اقتدار کو ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ کر دیا۔

یہ اعجاز ہے ایک صحرا نشیں کا
بشیری ہے آئینہ دار نذیری
اسی میں حفاظت ہے انسانیت کی
کہ ہوں ایک جنیدی و اردشیری

انسانی زندگی ایک ناقابل تقسیم وحدت ہے جس کو روح اور مادہ کی ثنویت میں نہیں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اس کل کو اگر اجزاء میں بانٹا جائے تو اس کی اصلی حقیقت مسخ ہو جائے گی۔ ہم اپنے ہر دنیاوی معاملہ میں بھی ایک روحانی اور معنوی نقطۂ نظر رکھتے ہیں جو دراصل ہمارے عقائد کا عکس ہوتا ہے۔ اگر نیت کو روحانی سرچشمہ سے جدا کر دیا جائے تو جو اعمال صادر ہوں گے وہ گندے اور خلوص و روحانیت سے معرا ہوں گے۔ افراد کی طرح اقوام کو بھی اخلاق کا پابند ہونا چاہیے۔ وحدت اجتماعی اعمال میں بھی لازمی ہے۔ کسی دھوکے کی دنیا میں اس کا امکان نظر نہیں آتا کہ انسان اپنی اجتماعی زندگی میں اخلاق سے بے نیاز رہے اور انفرادی زندگی میں اس پر عمل کرے۔ اگر سیاست میں ظلم اور خود غرضی روا رکھی جائے گی تو ضرور ہے کہ اس تمدن کے سایہ میں ہم افراد زندگی میں بھی ایک دوسرے کے ساتھ بے مروتی، خود غرضی سے پیش آئیں اور اس طرح اپنے وجود کی معنوی تنظیم کو تہ و بالا کر دیں۔ ہماری زندگی کا مخصوص نقطۂ نظر ہمارے سارے اعمال میں موجود رہے گا۔ چاہے ہم چاہیں یا نہ چاہیں۔ سیاست و اخلاق کی تفریق اور بے تعلقی کے باعث جدید تمدن اپنی روحانی قدر و قیمت کھو بیٹھا ہے اور اس کی وجہ سے جو عبرتناک صورت حالات پیدا ہوئی ہے اس کا نقشہ ان اشعار میں کھینچا گیا ہے۔

کلیسا کی بنیاد رہبانیت تھی
سماتی کہاں اس فقیری میں میری
خصومت تھی سلطانی و راہبی میں
کہ وہ سربلندی ہے یہ سربزیری
سیاست نے مذہب سے پیچھا چھڑایا
چلی کچھ نہ پیر کلیسا کی پیری
ہوئی دین و دولت میں جس دم جدائی
ہوس کی امیری ہوس کی وزیری
دوئی ملک و دیں کے لیے نامرادی
دوئی چشم تہذیب کی نابصیری

تمدن کا صحیح توازن اسی وقت قائم رہ سکتا ہے جبکہ امور مملکت بھی اسی طرح نظام اخلاق کے پابند ہو جائیں جس طرح افراد ایک مخصوص ضابطہ پر عمل پیرا ہو کر اپنی مخفی قوتوں اور قابلیتوں کو اجاگر کرتے ہیں۔ اخلاق و سیاست کی تفریق کسی ایک قسم کے نظام حکومت کے ساتھ وابستہ نہیں ہے۔ بلکہ ہر نوع کی حکومت میں آپ کو جدید تمدن کا یہ مخصوص مظہر نظر آتا ہے۔

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

انسانیت کی نجات اس میں ہے کہ دین دنیا اور اخلاق و سیاست ساتھ ساتھ رہیں۔ اور قوت و جبروت اور عجز و انکسار ایک دوسرے کے ہم رکاب ہوں۔ جنیدی و اردشیری کے امتزاج ہی سے ایسا نظام فکر و عمل وجود میں آ سکتا ہے جس کی بدولت انسانیت اپنی تقدیر کی تکمیل کر سکتی ہے۔ جدید تمدن کی سیاست ایک دیو بے زنجیر ہے کہ جو ہر شے کو تاراج کرتا ہے اپنے جلو میں تباہ کاریاں چھوڑ جاتا ہے۔

مری نگاہ میں ہے یہ سیاست لادیں
کنیز اہرمن و دوں نہاد و مردہ ضمیر
ہوئی ہے ترک کلیسا سے حاکمی آزاد
فرنگیوں کی سیاست ہے دیو بے زنجیر

اخلاقی پابندیوں سے آزادی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج مملکت اپنے تئیں ہمہ گیر خیال کرتی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ فرد اس کی خاطر اپنے آپ کو بالکل مٹا ڈالے اور اپنی تمام خواہشوں کو اس کی مشیت کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھا دے۔ اس کا جینا اور مرنا اسی کی خاطر ہو۔ مانگے اسی سے مانگے اور جھکے تو اسی کے آگے جھکے۔ جدید مملکت عہد حاضر کا سب سے بڑا بت ہے۔ آج وہ فرد سے مکمل وفاداری کا مطالبہ کرتی ہے۔ اور وہی مرتبہ حاصل کرنا چاہتی ہے۔ جو مذاہب میں ذات باری تعالیٰ کو حاصل ہے۔

اقبال نے مملکت کے اس نئے بت کا پول کھولا ہے۔ اس کے نزدیک اس سارے طلسم کے پیچھے ایک زبردست فریب نظر کا حجاب پڑا ہوا ہے۔ اگر وہ پردہ اٹھ جائے تو وہاں کچھ بھی نہیں۔ اپنی نظم [illegible] شہنشاہ میں اس نے اسرار ملوکیت کو اس طرح فاش کیا ہے۔

ہو مبارک اس شہنشاہ نکو فرجام کو
جس کی قربانی سے اسرار ملوکیت ہیں فاش
شاہ ہے، برطانوی مندر میں ایک مٹی کا بت
جس کو کر سکتے ہیں جب چاہیں پجاری پاش پاش
ہے یہ مشک آمیز افیوں ہم غلاموں کے لیے
ساحر انگلیس! مارا خواجۂ دیگر تراش

مملکت کے ہمہ گیری کے دعووں کو اقبال صحیح نہیں سمجھتا۔ مملکت ایک انسانی ادارہ ہے جو انسانوں کی خدمت کے لئے وجود میں آیا ہے۔ وہ مقصود بالذات نہیں کہی جا سکتی۔ مملکت محض اعتباری اور مجازی طور پر مقتدر ہے۔ اس میں الوہیت کی شان پیدا کرنا عقل سلیم کے خلاف ہے۔ اس ضمن میں اقبال کے تصورات اسلامی تعلیم سے ماخوذ ہیں۔ اسلام میں اقتدار سوائے خدا کے کسی کو حاصل نہیں جو ازلی اور ابدی اور واجب بالذات ہے۔ وہی کائنات کا حقیقی حکمران ہے جسے چاہتا ہے حکومت نوازش کرتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے ذلیل و خوار کرتا ہے۔ لیکن وہ سب کچھ اپنے مقررہ قانون کے مطابق کرتا ہے۔ جس میں کبھی تبدیلی نہیں ہوتی۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ سوائے اس کے کائنات ہستی میں کوئی مقتدر بالذات نہیں ہے۔ ملکی قانون اس وقت تک قابل احترام ہے جب تک کہ وہ حق کے موافق ہے۔ حق قانون سے پیدا نہیں ہوتا۔ قانون حق پر مبنی ہونا چاہیے۔ جو اللہ تعالیٰ کی عین مرضی ہے۔

قرآن پاک کی متعدد آیتوں میں اسلامی نظریۂ مملکت کی طرف اشارے ملتے ہیں۔ جن سے مسلمان اپنا فلسفۂ سیاست اخذ کر سکتے ہیں۔ مثلاً چند آیات شریفہ نقل کی جاتی ہیں۔

ما لهم من دونه من ولي ... ولا يشرك في حكمه أحدا (الكهف) ... کسی کو اقتدار میں شریک نہیں ...
يفعل ما يشاء ... ويحكم ما يريد ...
ولم يكن له شريك في الملك ... حکومت میں اس کا کوئی شریک نہیں
إن الحكم إلا لله ... کسی کو حکم نہیں سوائے اللہ کے
فتعالى الله الملك الحق ... پس برتر ہے اللہ جو حقیقی حکمران ہے
أليس الله بأحكم الحاكمين ... کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں
فالحكم لله العلي الكبير (المومن) ...
ألا له الحكم ... اقتدار اسی کا ہے
ألم تعلم أن الله له ملك السماوات والأرض ...

ان آیات شریفہ سے بخوبی واضح ہو گیا ہوگا کہ قرآنی تعلیم کی رو سے حکمرانی اور فرمانروائی کا حق صرف ذات باری تعالیٰ کو حاصل ہے۔ اس سے بڑھ کر انسانی فکر و عمل کی رہنمائی کوئی نہیں کر سکتا۔ باقی سب حکمراں اعتباری اور عارضی ہیں۔ (باقی)

اضلاع میں طاعون شروع ہوگیا

عوام کو انسدادی تدابیر سے تعاون کرنا چاہئے

اضلاع بیدر و عثمان آباد، محبوب نگر، میدک، پربھنی، ناندیڑ، بیڑ، گلبرگہ و اطراف بلدہ کے چند مواضعات میں طاعون شائع ہوگیا ہے ان متاثرہ مقامات سے رعایا کی منتقلی کی وجہ سے بلدہ حیدرآباد میں بھی طاعون شائع ہونے کا اندیشہ ہے پلیگ ڈپارٹمنٹ کو امید قوی ہے کہ اگر عوام پلیگ ڈپارٹمنٹ کا ہاتھ بٹائے اور اشتراک عمل سے کام لے تو یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ مرض طاعون بلدہ میں نہ شائع ہونے پائے اور نہ وبا یہ پھیل سکے۔

عوام سے استدعا ہے کہ حسب ذیل قواعد پلیگس مجریہ سرکار جو حسب فرمان خسروی منظور شدہ ۱۵ ذی الحجہ المحرم سنہ ۳۰ نافذ کئے گئے ہیں محفوظ رکھیں۔

جرائم و تعزیرات

(۱) جو شخص احکام ذیل کی خلاف ورزی کرے گا وہ ایک [illegible] سزائے قید یا (۱۰۰) روپیہ تک جرمانہ یا ہر دو سزاؤں کا مستوجب ہوگا اور ایسا جرم دفعہ کے تحت [illegible] قابل دست اندازی پولیس ہوگا۔

(الف) اگر کسی شخص کے مکان میں زندہ طاعون میں چوہا، گلہری، بندریا بلی گرے یا مرے یا کوئی شخص طاعون میں مبتلا ہو تو اس شخص پر لازم ہوگا کہ اس واقعہ کی فوری اطلاع اس مقام کے سب اسسٹنٹ سرجن یا انسپکٹر یا سب انسپکٹر حفظان صحت سررشتہ پلیگ یا امین صفائی علاقہ متعلقہ کو کرے۔

(ب) حسب فقرہ (۱) موت کی اطلاع وصول ہونے کے بعد جب تک اس شخص کی نعش کی جو طاعون سے فوت ہوا ہو دفن یا جلایا نہ جائے گا۔

(ج) ہر ایک ڈاکٹر و حکیم و وید پر لازم ہے کہ جب وہ کسی طاعونی مریض کے علاج کرنے یا مشورہ دینے کے واسطے کسی ایسے محلہ میں طلب کیا جائے جو طاعون سے متاثر نہ ہو تو اس کی تحریری اور فوری اطلاع اسپیشل پلیگ افسر کو دے اور ہر ایسی پہلی اطلاع دینے پر مبلغ ایک روپیہ فیس اس شخص کو دی جائے گی۔

ایسے معالج کا یہ بھی فریضہ ہوگا کہ طاعونی مریض جو اس کے زیر علاج ہو اس کے نام و پتہ سے اسپیشل پلیگ افسر کو مطلع کرے۔

(د) ہر شخص پر لازم ہوگا کہ وہ کسی ایسے عہدہ دار کے فرائض منصبی کی انجام دہی میں کسی طرح کی مزاحمت نہ کرے جو قواعد ہذا کے اغراض کے مدنظر مقرر کیا گیا ہو۔

(ہ) رقبہ متاثرہ میں بسنے والا کوئی شخص بدون اجازت اسپیشل پلیگ افسر غیر متاثرہ آبادی میں جاکر رہنے نہ پائے گا۔ لیکن ہلٹ کیمپ میں جانے یا ایسے عارضی یا مستقل مکانات میں جاکر رہنے سے ممانعت نہیں ہے جو آبادی سے باہر واقع ہیں اور حدود صفائی سے خارج ہوں یا ایسے مقامات جو منجملہ مجلس صفائی ہوں۔

(و) محلہ متاثرہ کا کوئی ساکن ہلٹ کیمپ یا خانگی کیمپ کے علاوہ حدود صفائی کے کسی اور مکان میں منتقل نہ ہونے پائے گا۔ البتہ انہیں بیرون صفائی ویران مکان یا مسکن میں منتقلی کی اجازت دی جائیگی۔

حسب قواعد پلیگ جو راست تحفظ شہر حیدرآباد مدون کئے گئے ہیں ان میں باشندگان بلدہ حیدرآباد کے اشتراک عمل کا محکمہ صحت خیر مقدم کرے گا۔ طاعونی مریض یا مشتبہ مریض پائے جائیں۔ چوہوں، بندروں اور گلہریوں میں کسی قسم کی بیماری یا موت واقع ہونے کی صورت میں ہر شخص کا بلا امتیاز رتبہ و پیشہ فریضہ ہوگا کہ اس کی فوری اطلاع اسپیشل پلیگ افسر کو دے۔

رعایا سے استدعا کی جاتی ہے کہ وہ متاثرہ مقامات سے غیر متاثرہ مقامات پر منتقل ہونے اور اپنے عزیز و اقارب، دوست احباب کا جو متاثرہ مواضعات یا متاثرہ مقامات سے آئیں ان کو اپنے گھر مہمان رکھنے سے باز رہیں، ہمیشہ مرض کی اشاعت کا باعث یہی اشخاص ہوتے ہیں جو شاید متاثرہ سے غیر متاثرہ مقامات پر معہ اپنے متعلقین کے منتقل ہوتے ہیں اور اپنے بستروں اور اسباب کے ساتھ متاثرہ پسو اپنی نئی سکونت پر لیجاتے ہیں۔

یہ امر نہایت ضروری ہے کہ کوئی اجنبی متاثرہ مواضعات یا متاثرہ مقامات سے محلہ میں آئے تو اس کی اطلاع فوراً اسپیشل پلیگ افسر کو بذریعہ ٹیلیفون یا کسی اور ذریعہ سے کردیجائے جس کا نمبر (۳۱۰) ہے۔ اطلاع دینے والے کا نام پوشیدہ رکھا جائے گا۔ اپنے مکان یا پڑوس میں جو بھی چوہے گریں یا کوئی شخص بخار سے متاثر ہو تو عوام الناس کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ ٹیکہ مانع طاعون لیں اور متاثرہ محلہ جات کو تخلیہ کرکے قریب کے ہلٹ کیمپ میں چلے جائیں۔

اگر کوئی مریض پلیگ سے متاثر ہوجائے تو دواخانہ سرکاری امراض متعدی میں رجوع ہوکر جدید طریقہ علاج کرانے سے بہت زیادہ امید شفا ہوسکتی ہے۔ رعایا سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ عملہ پلیگ کے چوہوں کے مارنے اور چوہوں کے بلوں کو دہوئی دینے (فیومیگیشن) میں اور ان کے بند کرنے نیز دیگر انسدادی تدابیر جو اسپیشل پلیگ ڈپارٹمنٹ کی جانب سے آغاز مرض کے روک تھام اور اس کی اشاعت کے سد باب کی غرض سے عمل میں لائے جائیں اعانت کرے۔ (اطلاعات)

ہندوستانی ریاستوں میں رسل و رسائل کے ذرائع

بقیہ سلسلہ صفحہ (۴)

معاہدہ نہیں کیا ہے۔ ان ریاستوں میں خطوط رسانی کے کام کو بڑا حصہ مقامی محکمہ ڈاک ہی انجام دیتا ہے البتہ ریاستی سرحدوں کے پار جانے والے خطوط امپریل پوسٹ آفس کی ان شاخوں کے ذریعہ پہونچائے جاتے ہیں جو زیادہ اہم مقاموں پر قائم ہیں۔

متعدد ریاستوں میں برطانوی ہند کے مماثل اصول پر ٹیلیفون نظام کو ترقی دی گئی ہے بھوپال، ناگپور، میسور، جے پور، کشمیر، حیدرآباد، بڑودہ، پٹیالہ، گوالیار اور میسور جیسی ریاستوں میں ٹیلیفون نظام بیرون ریاست کی ٹرانک لائینوں سے منسلک ہے۔ ریاست حیدرآباد نے ضلع واری مستقروں اور تجارتی اور صنعتی مرکزوں کو حیدرآباد سے وابستگی سے مربوط کرنے کا ایک اسکیم کو عملی صورت دینی شروع کی ہے۔ تخمینہ کیا گیا ہے کہ اس اسکیم پر سارے بائیس لاکھ روپیہ کے مصارف عائد ہوں گے۔ بڑودہ میں ۱۲۰۹۵۶۳ روپیہ کے صرفہ سے ٹیلیفون کے ۳ اکسچینج اور عام پات پیت کے مراکز قائم کئے گئے ہیں۔

ہوائی حمل و نقل

آمد و رفت کے تیز وسائل میں ہوائی سروس کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ حمل و نقل کے تمام وسائل کے درمیان قریبی ربط قائم کرنے کی غرض سے حیدرآباد نے ریاست کے محکمہ ریلوے کے تحت ایک ہوائی شعبہ قائم کیا ہے۔ ہوائی آمد و رفت اور اصلاح میں طیران گاہوں کی تعمیر اس شعبہ کے ذمہ ہے۔ ریاست حیدرآباد میں چار طیران گاہوں ہیں جن میں سے ایک طیران گاہ ہندوستان میں اپنی نوعیت کی سب بڑی ہوا گاہ ہے اور بہترین ساز و سامان سے لیس ہے۔ اندور اور گوالیار ان ہوائی جہازوں کے لئے مراکز کا کام دیتے ہیں جو بمبئی سے دہلی جاتے اور واپس ہوتے ہیں۔ بھوپال میں بھی ہوائی سروس کا انتظام ہے جس کی وجہ سے دنیا کے بقیہ حصوں سے اس کا ربط قائم ہوگیا ہے۔

سمندری آمد و رفت

ہندوستان میں صنعت جہاز سازی کی ترقی اور توسیع میں ہندوستانی ریاستوں کے حکمرانوں نے جو امداد دی ہے اس کی تفصیل سے دنیا بھی واقف نہیں ہے۔ کوچین، پوربندر، جوناگڑھ، ناونگر، بڑودہ اور جام نگر سمندری حمل و نقل کے اعتبار سے سربرآوردہ ریاستیں ہیں۔ کوچین۔ بمبئی اور کولمبو کے درمیان جب اہم سمندری مرکز ہے اور مشرق میں سب سے عمدہ بندرگاہ کا مالک ہے۔ ریاست جوناگڑھ کی اہم بندرگاہ ویراول سے افادیت میں جوناگڑھ کی ریاستی ریلوے اس کا رابطہ قائم ہوجانے کے باعث زبردست اضافہ ہوگیا ہے۔ ریاست بڑودہ کی خاص بندرگاہ اوکھا جام نگر اور دوارکہ کی ریلوے سے مربوط ہے ایسی ہیری کوٹوں اور پوربندر کی بندرگاہوں کو وسعت دی جارہی ہے تاکہ انہیں جہازوں کی آمد و رفت کے قابل بنایا جائے فی الحال ان ریاستی بندرگاہوں میں "سندھیا اسٹیم نیوی گیشن کمپنی" ہندوستان اسٹیم شپ کمپنی بی آئی۔ ایس۔ این۔ کمپنی اور بعض بیرونی جہازی کمپنیاں سمندری حمل و نقل کا کام انجام دیتی ہیں۔

نوٹس

منجانب دوم تعلقدار کنٹرولر ایکسائز ڈویژن اورنگ آباد۔

نشان مثل بیرونی ۳۴ متفرقات

مقدمہ ہانک چند بنام نور محمد نسبت تخلیہ مکان

بنام نور محمد ولد شیخ امان اللہ قوم شیخ عمر ۳۰ سالہ پیشہ بیوپار ساکن شور تعلقہ کنڑ

ہرگاہ تمہارے مقابلہ میں مسمی ہانک چند ولد رتم چند قوم مارواڑی عمر ۵۰ سالہ پیشہ بیوپار ساکن اورنگ آباد نے حسب دفعہ (۳) اعلان مورخہ واقع ۲۴ شہریور ۱۳۵۳ف دفعہ (۸) محکمہ ہذا میں درخواست پیش کرکے مستدعی ہوا ہے تمہارے نام اجرائی نوٹس کی اجازت دی جائے باعتبار درخواست شدہ مقدمہ نمبر کیا جاکر تمہارے نام محکمہ ہذا سے اطلاعنامہ اجرا کیا گیا لیکن بایں صراحت واپس وصول ہوکر تمہارا شور میں کوئی مکان ہے اور نہ وہاں سکونت پذیر ہو۔ بوجہ اس کے کہ تمہارا پتہ نہیں چل رہا ہے۔ ذریعہ ہذا آگاہ کیا جاتا ہے کہ بتاریخ ۶ مہر آذر ۱۳۵۴ف وقت محکمہ ہذا میں حاضر ہوکر جواب دہی کرو بصورت غیر حاضری کارروائی یکطرفہ کی جاکر تجویز مناسب عمل میں لائی جائے گی۔ اور پھر تمہارا کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔

تحریر دستخط

دوم تعلقدار و کنٹرولر

قیمتوں پر کنٹرول برقرار رکھنے کی ضرورت

بقیہ سلسلہ صفحہ (اول)

ہوتا ہے کہ اندیشہ بھی غیر حقیقی نہیں۔ کساد بازاری سے بچنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ قیمتوں پر نگرانی رکھی جائے اور وہ سارے کنٹرول برقرار رہیں جو دوران جنگ میں نافذ کئے گئے تھے۔ سرکاری نقطۂ نظر بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ کنٹرول ابھی ایک دو سال برقرار رہے گا۔ یہ امر بھی زیر غور معلوم ہوتا ہے کہ کاشتکاروں کی مالی حالت کو بہتر بنانے کے لئے اجناس خوردنی کی قیمتوں میں سکون پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ یہ سارے تمام ایسے ہیں جن سے قیمتیں گر کر قبل جنگ سطح پر نہیں آسکیں۔ ہم سب سرکار کی جانب سے قیمتوں پر کنٹرول کے حامی ہیں بشرطیکہ معاشی توسیع و ترقی کی کوئی موزوں پالیسی اختیار کی جائے۔

مسئلہ فلسطین کے متعلق

سر محمد ظفر اللہ خان کے تاثرات

قاہرہ ۹/ اکتوبر۔ سر ظفر اللہ خاں نے (جو سفر فلسطین کے بعد کل قاہرہ پہنچے) کل رات کہا کہ مسئلہ فلسطین کی اہمیت سے مبالغہ نہیں کیا جاسکتا۔ سر محمد نے (جو فلسطین میں کئی عرب اور یہودی ممتاز شخصیتوں سے مل چکے ہیں) یہ بھی فرمایا کہ دور دراز فاصلہ سے یہ مسئلہ اس قدر پیچیدگی کا حامل نہیں دکھائی دے سکتا جس طرح کسی شخص کے اس ملک کا دورہ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ کئی مختلف پہلوؤں (دینی، سیاسی، معاشی اور جذباتی) پر مشتمل ہے۔ دونوں جماعتیں بہت زیادہ سخت رویہ اختیار کی ہوئی معلوم ہوتی ہیں جن سے وہ ذرا برابر بھی ہٹنا نہیں چاہتیں جسے کمزوری سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ موجودہ صورت حال نہایت دانشمندی اور احتیاط سے طے کئے جانے کی متقاضی ہے، انتہائی سادہ لوحی ہی فی الواقع خطرناک ہوگی۔

سر محمد ۱۰/ اکتوبر کو ہندوستان کے لئے روانہ ہو رہے ہیں تاکہ ہندوستان کی وفاقی عدالت کے جج کی حیثیت سے خدمت کا جائزہ حاصل کریں۔ (رائٹر)

اشتہار

حاضری مدعی علیہ از محکمہ عدالت دیوانی ضلع تعلقہ اودگیر واقع مرہٹواڑی

نمبر مقدمہ ۔۔۔ باجلاس مولوی محمد [illegible] صاحب بی۔ اے ایل ایل بی منصف

تنکر پا ولد سنگپا قوم تیلی عمر ۵ سالہ پیشہ تجارت ساکن قصبہ اودگیر — مدعی

بنام گنبتی ولد گیا ناکو نوار قوم کومٹی عمر ۳۰ سالہ پیشہ تجارت ساکن اودگیر

ماگی ولد ریت نامعلوم مدعی علیہ نمبر ۲ قوم کومٹی عمر ۲۰ سالہ پیشہ تجارت ساکن تنگاؤں تعلقہ احمد پور

دعویٰ

دلاپانے زر نقد مبلغ پانچسو روپیہ سکہ ۔۔۔

بنام گنبتی ولد گیا ناکو نوار قوم کومٹی عمر ۳۰ سالہ پیشہ تجارت ساکن قصبہ اودگیر۔

ہرگاہ بمقدمہ مندرجہ صدر تم کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ مقدمہ ہذا میں تمہارے نام متعدد دفعہ سمن اجرا ہوئے رپورٹ تعمیل کنندہ سے واضح ہوتا ہے کہ تم تعمیل سمن سے بلاوجہ گریز کر رہے ہو اب حسب استدعاء مدعی ذریعہ ہذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ مقدمہ کی تاریخ پیشی ۔۔۔ مقرر ہے بروز پیشی اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہو کر جوابدہی و پیروی مقدمہ کرو بصورت عدم حاضری تمہارے کارروائی یک طرفہ کی جاکر مقدمہ مسموع و فیصل ہوگا۔ اس بعد کوئی قسم کا عذر لائق سماعت نہ ہوگا۔

آج بتاریخ ۔۔۔ بثبت میری دستخط اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

شرح دستخط

شرح دستخط — سررشتہ دار

منصف

احمدیہ پریس چارمینار میں طبع ہو کر دفتر ملت سے شائع ہوا۔